عبّاس بن فرناس

ہزاروں برس پہلے کا ایک اسلامی سائنسداں!

(از: مولٰنا خالد کمال مُبارکپوری)

علوم اسلامیہ کی تاریخ ایسی بے شمار شخصیتوں سے بھری پڑی ہے جو خالص علمی میدانوں مثلاً علم طب، کیمیا، ریاضت فلک، نباتات، حیوان وغیرہ کی فاتح اور شہسوار نظر آتی ہیں بالفاظ دیگر آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہی آج کے علوم جدیدہ کے بانی اور اولین معمار تھے، انھیں شخصیتوں میں "عباس بن فرناس" قرطبی کا نام بھی آتا ہے جس نے وقت کے مانوس اور پُرانے طرز پر اپنی تحقیق و ریسرچ کی بُنیاد نہیں رکھی بلکہ اس نے غور و فکر اور تحقیق و ایجادات کا نیا پہلو اختیار کیا۔

اُس کے علاوہ اس کے اندر چند ایسی خصوصیات تھیں جن کے سبب یہ ممتاز تھا اور جو مشکل سے بیک وقت کسی عالم میں جمع ہوتی ہیں، وہ بیک وقت عالم، فلسفی ریاضی، طبیعی، کیمیائی، فلکی، میوزک، ادیب، شاعر اور سب سے بڑھ کر وہ ایک ایسا سائنسداں تھا جس نے فضا کو اپنے قبضہ میں کرنے کی مہم چلائی اور اڑنے کا آلہ ایجاد کیا۔

اُس کے ابتدائی حالات اختصار کے ساتھ یوں بیان کئے جا سکتے ہیں کہ اس کا نام ابو قاسم عباس بن فرناس، بن ورداس تھا، یہ جنوبی اندلس رندہ کی اصل سے تھا جسکی اصل بربر خاندان سے جا ملتی ہے جو ابتدا ہی سے اسلام اور عربیت کا دلدادہ تھا، اور اندلس کی فتحیابی میں مُسلمانوں کا ہاتھ بٹایا تھا اور برنیہ کے پہاڑی علاقوں میں مسلمانوں کی جو عظیم جنگیں ہوئیں اُن میں بھی اس خاندان نے نمایاں خدمات انجام دیں، اس کے بعد اندلس کی حمایت میں مُسلمانوں کا ہمنوا رہا، اور مسلمانوں کے ساتھ رہکر اسلامی تہذیب سے مالا مال ہو گیا۔

عبّاس بن فرناس دوسری صدی ہجری کے آخیر میں، اندلس کے مشہور شہر قرطبہ میں پیدا ہوا وہیں اس نے تعلیم و تربیت پائی، بچپن ہی سے اسے علوم سے اچھی خاصی دلچسپی تھی۔ چنانچہ جوانی میں وہ فلسفہ، کیمیا، سائنس، فلک، میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری، ادب اور موسیقی میں بھی ماہر تام ہو چکا تھا، اور ان علوم کے حامل کی حیثیت سے وہ حکم بن ہشام متوفی ۲۰۶ھ کے زمانہ میں ظاہر ہوا، اور اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکے عبد الرحمٰن بن حکم کے ہمعصر کی حیثیت سے زندگی گذاری، پھر حکم کے پوتے محمد ابن عبد الرحمٰن کے ساتھ بھی رہا۔ ان تینوں خلفائے اندلس کے نزدیک اِس کی بڑی عزت و توقیر تھی، یہ بھی اُن کی مدح کیا کرتا تھا اور ان کو اپنی ایجادات و مخترعات سے انگشت بدنداں ہونے پر مجبور کیا کرتا تھا، محمّد بن عبد الرحمٰن کے آخیر زمانے میں اس کی وفات ہوئی، اُس وقت اس کی عمر اَسّی سال سے زیادہ کی ہو چکی تھی۔

فلسفی، شاعر، ادیب کی حیثیت سے پہلے پہل، اندلس میں اِس کی شہرت ہوئی، اور اِسی حیثیت سے وہ حکم بن ہشام کے مصاحب علماء اور شعراء کے زمرہ میں شامل بھی ہوا

کوئی سزا تجویز نہیں کرتا، نہ اُسے قتل کرنے کا حکم دیتا ہے، نہ اُسکے ہاتھ پیر کٹواتا ہے، اور نہ اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکانے کا حکم دیتا ہے، بلکہ اُس کی طرف سے اُسے زندہ رہنے کا حق دیا جاتا ہے اور اُسے اُس کی طرف سے خوراک پوشاک بھی ملتی رہتی ہے، البتہ اللہ والوں کو حق دیا گیا ہے کہ وہ دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے تبلیغِ دین کے فرائض ادا کریں اور اُن تک پیغامِ حق پہونچائیں۔

جس طرح خدا کی نعمتیں ہوا، پانی، آگ، سورج، چاند زمین، آسمان اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ بغیر تفریق مذہب و دہرم ہر ایک کے لئے ہے، اِسی طرح اسلامی نظامِ حکومت میں امن وامان، سکون واطمینان اور جینے کا حق ہر ایک کو ہے مذہب اور دین کا تعلق اختیار سے ہے، اُس پر کوئی دباؤ نہیں ڈالتا، یہ الگ بات ہے کہ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے، اور ان مذاہب وادیان سے اسے محبت نہیں، جن میں کفر وشرک وغیرہ کی آمیزش ہے، لیکن بایں ہمہ اسلامی نظامِ سلطنت میں جینے کے اندر کوئی تفریق نہیں۔

خالص اسلامی حکومت!

ہمارا مشورہ ہے کہ خالص اسلامی حکومت کے لئے خلافت راشدہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہدِ حکومت کی تاریخ پڑھی جائے، اور اب تک اسلامی نظامِ حکومت کے سلسلہ میں جو باتیں کہی گئی ہیں، اُس کی تصدیق کی جائے، اِسلامی حکومت اپنے ہر باشندے کے لئے جان کی حفاظت، مال کی حفاظت عقل کی حفاظت، عزت وآبرو کی حفاظت، اور دین ومذہب کی حفاظت کی ضمانت دیتی ہے، آئندہ کتاب وسنت اور تاریخ کی روشنی میں اُن میں سے ہر ایک پر مفصل بحث کیجائے گی۔ اور بتایا جائے گا کہ قوانینِ اسلام میں کس قدر جامعیت ہے، اور اسلام نے اپنے پیروؤں کے دِلوں میں اِس راہ سے کیسا عظیم الشان انقلاب کی سعی کی ہے۔

مثالی حکومت خلافتِ راشدہ!

یہاں اجمالی طور پر خلافتِ راشدہ پر روشنی ڈالی جائے گی جو صحیح معنی میں اسلامی حکومت تھی، اور دوسروں کی شہادتیں پیش کی جائیں گی، کہ اس نے مُلک اور قوم کی حفاظت وراحت کا کتنا عُمدہ سامان کیا، اور ہر ایک اس طرزِ حکومت سے کس قدر خوش تھا، اور اس کا کتنا خواہشمند۔

خلافتِ راشدہ دوسروں کی نظر میں!

اپنی طرف سے کچھ لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک یورپی مصنّف ومورخ ڈاکٹر گستاؤلی بان کے خیالات پیش کردئے جائیں، جو ایک دوسرے ہی مذہب سے متعلق ہے، اور اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ کسی عقیدت کی بنیاد پر نہیں، بلکہ تحقیق وتنقید کے بعد، چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتا ہے:-

"خلفائے راشدین جس مُلکی خوش تدبیری کو کام میں لائے وہ مافوق اُنکی سپاہ گیری اور اس فنِ حرب کے تھی، جسے انہوں نے اِس آسانی سے سیکھ لیا تھا شروع ہی سے اُنھیں ایسی اقوام سے کام پڑا، جن پر سالہا سال سے مختلف حکومتوں نے نہایت بے رحمی سے ظلم کر رکھا تھا، اور اس مظلوم رعایا نے نہایت خوشی کے ساتھ اُن نئے ملک گیروں کو قبول کر لیا جن کی حکومت میں انھیں بہت زیادہ آسائش تھی، مفتوح اقوام کا طریقۂ عمل کیا ہونا چاہئے، نہایت صاف اور صریح طور پر مقرر کر دیا گیا، اور خلفائے اسلام نے مُلکی اغراض کے مقابل میں ہرگز بزورِ شمشیر دین کو پھیلانے کی کوشش نہیں کی، بلکہ بعوض اسکے کہ وہ جبراً اپنے دین کی اشاعت کرتے، وہ صاف طور پر ظاہر کر دیتے تھے کہ اقوامِ مفتوحہ کے مذاہب و رسوم اور اوضاع کی پوری طرح سے حرمت کیجائے گی، اور اس آزادی کے معاوضہ میں وہ اپنے اپنے ملک میں بہت خفیف سا خراج لیتے تھے جو ان سلطانوں کے مطالبات کے مقابلہ میں جو ان اقوام پر پہلے حکمراں تھے، کچھ بھی نہ تھا، کم سے کم یوں کہہ سکتے ہیں کہ بہت تھوڑا تھا (باقی دارد)